بسلسلہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی

اُمّ المؤمنین

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

لجنہ اماء اللہ

اُمّ المومنین

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تا کہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔

خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

پیارے بچو!

آج ہم اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات پڑھیں گے۔

حضرت حفصہؓ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی تھیں والد بزرگوار کی طرف سے ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰؓ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک۔ والدہ کا نام زینبؓ بنت مظعونؓ تھا جو مشہور صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعونؓ کی بہن تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں۔ والدہ کی طرف سے نسب نامہ یہ ہے زینبؓ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حزافہ حمجح۔

آپؓ کا تعلق قریش کے معزز قبیلے نبی عدّی سے تھا جس کو مکہّ میں اہم مقام حاصل تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ولادت تعمیر کعبہ کے وقت (یعنی 5 سال قبل از نبوت) ہوئی تھی آپؓ نے اپنے والد حضرت عمر فاروق ؓ کے ساتھ ہی نبوت کے شروع میں اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر پانچ یا چھ سال تھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؓ دس سال کی عمر میں مسلمان ہوئیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی کا قصّہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ یہ واقعہ ہجرت کے تیسرے سال اور شعبان کے مہینہ کا ہے۔ حضرت

حفصہ رضی اللہ عنہا کی جب پہلی شادی ہوئی اس وقت وہ صرف اٹھارہ سال کی تھیں۔ اُن کے شوہر کا نام خُنیس بن حُذافہ تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی 13 نبوی میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے پھر جب 2 ہجری میں جنگِ بدر ہوئی تو خنیسؓ اُس میں شامل تھے وہ بڑے مخلص صحابی تھے۔ جنگ بدر میں دشمن کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں کو اپنے سینے پر روکتے رہے اور زخموں سے چور ہو گئے اسی حالت میں ان کو مدینہ واپس لایا گیا۔ ان زخموں کی تاب نہ لا کر کچھ عرصہ بعد وہ انتقال کر گئے۔ (1)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ کچھ عرصہ بعد جب حضرت عمرؓ کو اُن کی دوسری شادی کا خیال آیا تو ان کے دل میں حضرت عثمانؓ بن عفّانؓ کا خیال آیا جو بہت نیک تھے عام طور پر ایسا نہیں ہوتا کہ بیٹی کا باپ جا کر خود کسی سے کہے کہ میری بیٹی سے شادی کر لو مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑا پیارا واقعہ ہونا تھا۔ ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ خود اپنے دوست حضرت عثمانؓ بن عفّان کے پاس گئے اور کہا کہ:۔ ”میری بیٹی حفصہ اب بیوہ ہے آپ اگر پسند کریں تو اُس سے شادی کر لیں۔“

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں اس پر غور کروں گا۔ چند دن بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ اس رشتہ پر راضی نہیں ہیں۔ حضرت عمرؓ کو اس بات کا افسوس ہوا۔ وہ پھر سوچنے لگے کہ اب کس سے کہیں۔

اُنہیں ایک اور نیک شخص کا خیال آیا اور وہ حضرت عبد اللہؓ بن ابو قحافہ (جو حضرت ابو بکرؓ کے نام سے معروف ہیں) کے پاس گئے اور یہی سوال دہرایا کہ میری بیٹی بیوہ ہو گئی ہے اگر آپ پسند کریں تو اُس سے شادی کر لیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے خاموشی اختیار فرمائی اور کوئی جواب نہ دیا۔(2) اس پر حضرت عمرؓ کو بڑا افسوس ہوا۔ وہ غصّے اور ملال کی حالت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے ساری بات سُنی اور حضرت عمرؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:۔

''عمر کچھ فکر نہ کرو۔ خدا کو منظور ہوا تو حفصہ کو عثمان و ابو بکر سے بہتر خاوند مل جائے گا اور عثمان کو حفصہ کی نسبت بہتر بیوی ملے گی۔'' (3)

دراصل آنحضرت ﷺ یہ ارادہ فرما چکے تھے کہ وہ حفصہؓ سے شادی کر لیں گے اور اپنی بیٹی حضرت اُم کلثومؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کریں گے آپ ﷺ نے اس بات کے لئے حضرت ابو بکرؓ سے مشورہ کیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ رشتہ قبول نہ کیا بلکہ خاموشی اختیار کی۔(4)

پھر آپ ﷺ نے خود ہی اپنی طرف سے حضرت عمرؓ کو حفصہؓ کے لئے پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے تھا انہوں نے نہایت ہی خوشی سے یہ رشتہ قبول کرنے کی اطلاع دی۔ (5) اس طرح شعبان 3 ہجری بمطابق فروری 625ء حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آنحضور ﷺ کے نکاح میں آ کر

حرم نبویؐ میں داخل ہوئیں۔ آپؓ کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا۔ (6)

اوراس طرح قریبی دوست آپس میں قریبی رشتوں میں بندھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے قریبی دوست بھی تھے اور خسر بھی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے ایسی محبت ڈالی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر شادی کے وقت اندازاً اکیس سال تھی۔ (7)

آپؓ کے ایک ماموں حضرت عثمانؓ بن مظعون اکابر صحابہؓ میں سے تھے، جن سے رسول کریم ﷺ کو بہت محبت تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ کی بڑی بہن تھیں۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ آپؓ اُس وقت بچی تھیں اس طرح بچپن ہی سے اسلام میں داخل ہو گئیں۔ بعد میں جہاں آپؓ کی پہلی شادی ہوئی وہ گھرانہ بھی اسلام لا چکا تھا اس طرح آپؓ کا وقت اسلامی ماحول میں گزرا آپؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ آپؓ کے خاندان کے سات افراد جنگِ بدر میں اسلام کے لشکر میں شامل تھے۔ (8) آپؓ بہت ذہین، بہادر اور نڈر تھیں۔ آپؓ جب شادی کے بعد آنحضرت ﷺ کے گھر آئیں تو آپ ﷺ کی دو بیویاں پہلے سے موجود تھیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ تھیں اور گھر میں بزرگ نگران کی حیثیت رکھتی تھیں جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر تھیں

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آپس میں بہت محبت ہو گئی۔ دونوں میں پیار کی وجہ یہ بھی تھی کہ دونوں آنحضورﷺ کے قریبی دوستوں کی بیٹیاں تھیں۔

خوش نصیب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی میں شامل ہو گئیں۔ جہاں ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کا نور برستا تھا۔ وہ حسین ہستی محمد مصطفےٰ ﷺ جسے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کی ہدایت کے لئے پیدا فرمایا تھا اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ دکھانے ،قرآن کریم کی روشنی پھیلانے اور انسانیت کی فلاح و کامیابی کے لئے کام کرنے میں صرف فرماتے تھے۔اسی لئے اپنی ازواجِ مطہّرات کو بھی اسی کام کی تربیت دینے لگے۔ پیارے آقا ﷺ دن بھر مَردوں میں وعظ ونصیحت فرماتے نماز مغرب کے بعد جس بیوی کے گھر باری ہوتی وہاں ازواج مطہّرات اور دوسری عورتیں بھی جمع ہو جاتیں اور وہیں قرآنِ کریم کا درس ہوتا۔ دینی مسائل پر گفتگو ہوتی محفلِ سوال و جواب بھی ہوتی یہ سلسلہ نماز عشاء تک جاری رہتا۔

آنحضرت ﷺ کو بھی ازواج کی تربیت پر بہت بھروسہ تھا۔ایک دفعہ فرمایا۔ اَنا تارِکٌ فِیکُمُ الثَّقلَینِ اَوَّ لُھَا کتاب اللہ...... وَاَھلُ بَیتِی (8)

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دوعظیم الشان چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ایک اللہ کی کتاب دوسرے اہل بیت۔

اہل بیت کے پڑھنے پڑھانے میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے سب سے زیادہ احادیث بیان فرمائی ہیں جب کہ حضرت حفصہؓ خدمتِ قرآن میں نمایاں ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کی تعلیم کے لئے خاص انتظام فرمایا۔ آپ ﷺ کے حکم پر حضرت شفا بنت عبد اللہ عدویہ نے ان کو لکھنا سکھایا اور طبّ کا ایک نسخہ بھی سکھایا۔(9)

حضرت حفصہؓ قرآن کریم کی قرأت اور تفسیر میں کمال رکھتی تھیں۔ ایک مشہور واقعہ سے آپ کی قرآن کریم کی سمجھ اور حاضر دماغی کا اندازہ ہوتا ہے یہ واقعہ حدیث کی مشہور کتاب مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 پر درج ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 337 پر بڑے دلچسپ انداز میں لکھا ہے فرماتے ہیں:۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بدر اور حدیبیہ کے صحابہؓ میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں جائے گا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا:۔

”یارسول اللہ وَاَیْنَ قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُھا یعنی اگر یہ بات درست ہے تو پھر خدا تعالیٰ کا یہ قول کہاں گیا اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُھا یعنی اس میں تو یہ ذکر ہے کہ سب لوگ دوزخ میں جائیں گے اس پر

آپ ﷺ نے فرمایا مَہْ یعنی بس بس جیسے ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ چُپ بھی کر، وہ آیت کہاں گئی کہ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡہَا جِثِیًّا o ”پھر ہم متقیوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔“

حضرت حفصہؓ نے سورہ مریم کی آیت نمبر 71 پڑھی تھی آپ ﷺ نے آیت نمبر 72 بیان فرما کر مسئلہ حل کر دیا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نزول وحی کے وقت بعض آیات لکھ لیتی تھیں یہ اعزاز بھی آپؓ کو حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ جو قرآنِ پاک لکھوایا کرتے تھے اُس کی تختیاں آپؓ کے پاس رکھوا دی جاتیں۔ جو آپؓ بہت حفاظت اور پیار سے رکھتیں اور ساتھ حفظ کر لیتیں (10) آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ بشارت سُنی تھی کہ جو شخص قرآن کریم کو حفظ کرلے گا قیامت کے دن قرآن اس کو دوزخ میں جانے سے بچائے گا حضرت حفصہؓ کو نہ صرف قرآن پاک جمع کرنے اور حفظ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ اس کی حفاظت کا موقع بھی ملا۔ وہ اس طرح کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں حفاظت کی غرض سے قرآن کریم کے لکھے ہوئے الگ الگ ٹکڑوں کو ایک جلد میں جمع کیا گیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا جاتا اور یہ جلد کیا ہوا قرآن مجید بھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی رکھوایا گیا۔

اُس زمانے میں اسلام میں داخل ہونے والے ہر ملک اور ہر علاقہ کے لوگ قرآن کریم کی قرأت اپنے اپنے لہجے میں کرتے تھے جس سے معانی میں فرق پیدا ہونے کا خطرہ ہو گیا اس خطرے کے پیشِ نظر حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن پاک لے کر اُس کی نقلیں کی گئیں اور قرآن پاک ان کو واپس کر دیا گیا۔(11)

یہ ایک بہت بڑی سعادت تھی جو ایک خاتون کے حصّہ میں آئی۔ آنحضرت ﷺ سے لے کر خلفاء راشدین کے زمانہ اور بعد میں بھی آپؓ کی وفات تک آپؓ قرآن کریم کے سب سے زیادہ صحیح نسخے کی مالک رہیں۔(12)

حضرت حفصہؓ بہت عبادت گزار تھیں۔ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ نے آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ حفصہؓ رات کو عبادت کرتی ہیں۔اور دن کو روزہ رکھتی ہیں۔وہ جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔"(13)

اِنَّھَا صَوَّامۃ قوامۃ وَاِنَّھَا زوجكَ فِیُ الجَنَّۃِ

یہ ایک بہت بڑی سند ہے جو کسی کو اپنے پروردگار سے مل سکتی ہے۔ آپؓ کے روزوں کے معمول کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جب 60 سال سے زائد عمر میں آپؓ کا انتقال ہوا اُس دن بھی آپؓ روزے سے تھیں آپؓ کو دس ہجری میں آنحضور ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔(14)

پیارے حضور ﷺ کا گھر آپس میں پیار و محبت سے رہنے کی ایک مثال تھا۔

حضرت حفصہ ؓ کے بعد بھی آپ ﷺ نے کئی اور شادیاں کیں لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ سب آپس میں بھی سلوک سے رہتیں اور آنحضرت ﷺ پر بھی جان چھڑکتی تھیں بہت کم کوئی تلخی کی بات ہوتی تھی لیکن اگر کبھی کوئی تلخی کی بات ہوتی تو آپ ﷺ پیار سے سمجھا دیتے۔

اب ہم آپ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کچھ اور دلچسپ باتیں بتاتے ہیں آپ کو پتہ ہے کہ حضرت عمرؓ بہت بہادر تھے۔ آپؓ کی بیٹی بھی بہت بہادر تھیں اس لئے بلا ضرورت جھجکتی نہیں تھیں جو بات دل میں کھٹکے حضور ﷺ سے پوچھ لیا کرتی تھیں اس طرح اُن کے علم میں اضافہ ہوتا ایک دفعہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے نفلی روزہ رکھا۔ کسی نے تحفہ کے طور پر کھانا بھیج دیا تو انہوں نے اپنا نفلی روزہ کھول لیا اور کھانا کھا لیا تھوڑی دیر کے بعد آنحضور ﷺ گھر تشریف لائے۔ وہ روزہ کھول چکی تھیں اور آپ ﷺ سے پوچھنا تھا کچھ خوف سا محسوس ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فوراً بولیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرا اور عائشہ کا نفلی روزہ تھا، ہمیں کچھ کھانا ہدیہ کے طور پر آیا اور ہم نے اس پر روزہ افطار کر لیا، پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اُس کی جگہ ایک اور دن روزہ رکھ لو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں خاموش رہی لیکن حفصہؓ نے جلدی سے بات کر لی کیونکہ سیدنا عمر فاروقؓ کی بیٹی تھیں۔ (15) حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ کے بولنے کی جرأت کی تعریف کی کیونکہ اس طرح ان کے

سوال پوچھنے سے دینی مسائل کا علم ہو جاتا تھا۔

ایک دفعہ ایک سفر میں حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں آنحضورﷺ کے ساتھ تھیں آپ ﷺ کی عادت تھی کہ سفر میں حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے ساتھ چلتے رہتے اور باتیں کرتے اگر سوار ہونا ہوتا تو آپؓ ہی کے اونٹ پر سوار ہو جاتے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میرا بھی دل کرتا ہے کہ حضورﷺ میرے اونٹ کے ساتھ ساتھ چلیں اور مجھ سے باتیں کریں اور میرے اونٹ پر سوار ہوں اس لئے آج تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ مان گئیں اور اپنی سہیلی کی خواہش پوری کر دی۔(16)

ایک دفعہ آنحضورﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت صفیہؓ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا صفیہ کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟ تو آپؓ نے بتایا کہ مجھے حفصہؓ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سُن کر فرمایا حفصہؓ خدا سے ڈرو۔ اور پھر حضرت صفیہؓ کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا تم نے اُس کو یہ جواب کیوں نہ دیا کہ تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا نبی ہے اور تم نبی کی بیوی ہو۔ بھلا حفصہؓ تم پر کیسے فخر کر سکتی ہے اس طرح آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو ایک بات سمجھا دی اور حضرت صفیہؓ کو بھی خوش کر دیا۔(17)

حضرت حفصہؓ اپنی ذہانت کی وجہ سے پیارے آقا ﷺ کے رہن

سہن، صبح شام کے معمولات اور ارشادات کو غور سے دیکھتیں، سُنتیں اور یاد رکھتیں۔

حضرت حفصہؓ سے 60 حدیثیں مروی ہیں۔ بخاری شریف میں ہے۔ آپؓ نے بتایا کہ ''رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان کے لئے کھڑا ہو جاتا تو آپ ﷺ نماز فرض سے پہلے دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لیا کرتے تھے۔'' (18)

آپ ﷺ کے بستر کی کیفیت حضرت حفصہؓ بیان فرماتی ہیں۔ آنحضور ﷺ کا بستر کمبل کا تھا۔ کبھی چمڑے کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ کبھی معمولی کپڑے کا جسے دوہرا کر دیا جاتا۔ ایک شب میں نے چادر کو چوہرا (چارتہہ) کر کے بچھا دیا تاکہ کچھ نرم ہو جائے تو آپ ﷺ نے اسے پسند نہ فرمایا۔ کیونکہ نماز کے لئے اٹھنے میں سستی کا ڈر تھا۔ (19)

پردے کے متعلق احکامات کی وضاحت میں حضرت حفصہؓ کی ایک روایت سے بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے۔ فرماتی ہیں:۔

ہم کنواری لڑکیوں کو باہر نکلنے سے روکتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک عورت آئی اور قصر بنی خلق میں اُتری۔ اس نے بتایا کہ اس کی ایک بہن رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی بیوی تھیں۔ وہ صحابیؓ آنحضور ﷺ کے ساتھ بارہ (12) غزوات میں شریک ہوئے تھے اور ان کی بیوی چھ (6) غزوات میں شریک ہوئی

تھیں وہ بتاتی تھیں کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمار داری کرتی تھیں۔ میری بہن نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہمارے باہر نکلنے میں کوئی حرج ہے جب کہ اس کے پاس چادر نہ ہو۔ فرمایا اس کی سہیلی اُسے چادر اوڑھا دے اور ہر نیکی کے کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو۔ (20)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے لئے ہر نیکی کے کام اور مسلمانوں سے دعا ملنے کے مواقع میں شامل ہونے کی اجازت ہے وہ گھر میں اور گھر سے باہر بھی یہ موقع تلاش کر سکتی ہیں مگر پردے کے ساتھ، چادر اوڑھ کر۔ اگر کسی کے پاس چادر یا حجاب کے لئے کوئی کپڑا نہیں ہے تو کوئی دوسری عورت مدد کرے مگر کسی بھی عذر سے بے حجاب رہنا پسندیدہ نہیں۔

اب ہم آپ کو ایک ایسا واقعہ سُنائیں گے جس سے آپ کو پتہ لگے گا کہ اسلام سے پہلے عورتوں کو کیا سمجھا جاتا تھا اور پھر آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو کیا مقام، درجہ اور عزّت دی۔ جب کوئی بہت بڑی تبدیلی آتی ہے تو لوگ اُس کو عجیب سمجھتے ہیں یہی حالت حضرت عمرؓ کی ہوئی جب ایک دفعہ گھر میں اُن کی بیگم نے اُنہیں کسی بات میں مشورہ دیا تو آپؓ کو بہت غصّہ آ گیا۔ ایک دم اُن سے کہا کہ تم نے ایسی جرأت کیسے کی کہ مجھے مشورہ دیا۔

اس پر حضرت عمرؓ کی بیگم نے کہا کہ، عمر! رسولِ پاک ﷺ کے گھر جا کر دیکھئے کہ ازواجِ مطہّرات کس طرح آنحضور ﷺ کے ساتھ بے تکلّفی سے

زندگی بسر کرتی ہیں اور مشورے دیتی ہیں۔(21)

اُس زمانے میں عربوں کا یہ خیال تھا کہ عورت میں کچھ عقل نہیں ہوتی اُسے ہمارے کسی معاملہ میں بولنا ہی نہیں چاہیے۔ اگر کوئی کسی معاملے میں دخل بھی دیتی تو اُسے سخت ناپسند کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ ایک بات کے متعلق سوچ رہے تھے۔ اُن کی بیوی نے کہا بات تو آسان ہے اس طرح کرلو۔ انہوں نے کہا کہ تُو کون ہوتی ہے میرے معاملے میں دخل دینے والی۔ اُن کی بیوی نے کہا جب رسول کریم ﷺ کی بیویاں اُن کو مشورہ دیتی ہیں تو اگر میں نے دے دیا تو کیا حرج ہے۔ حضرت عمرؓ اُسی وقت اپنی لڑکی کے پاس جو کہ رسولِ کریم ﷺ سے بیاہی ہوئی تھیں دوڑے گئے اور پوچھا کہ کیا تم رسولِ کریم ﷺ کے معاملے میں دخل دیا کرتی ہو۔ وہ کہنے لگیں۔ ہاں۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں کہا یہ بہت بُری بات ہے تم پھر اس طرح کبھی نہ کرنا۔ اُن کی پھوپھی نے جب یہ بات سُنی تو انہوں نے کہا۔ تم کون ہوتے ہو رسولِ کریم ﷺ کے گھر کی باتوں میں بولنے والے۔(22)

حضرت عمرؓ اپنی بیٹی کو اکثر سمجھایا کرتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ آپؓ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا ''تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جن کے سامنے تُو اس طرح کے سوالات کرتی ہے وہ اللہ کے محبوب پیغمبر ہیں وہ جو بھی ارشاد فرمائیں خاموشی اور ادب سے سُن لیا کرو۔ حضرت حفصہؓ نے کہا:۔ ابّا جان! عائشہ بھی تو

اُن سے اسی طرح بات کرتی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے پیار سے سمجھایا۔ بیٹا میں نے تجھے پہلے بھی کہا تھا کہ اس کی نقل نہ کیا کرو کہیں اپنا نقصان نہ کر بیٹھنا۔ ہمیشہ ادب، احترام، اطاعت گزاری اور سلیقہ شعاری کا خیال رکھنا۔

پیارے آقا ﷺ کی زندگی کے حالات دیکھیں تو دو ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے حلال چیز سے خود کو روکا۔ پہلا واقعہ یوں ہے کہ ''رسولِ کریم ﷺ کو ایک دفعہ ایک بیوی نے جس کے گھر باری تھی شہد کا شربت پلایا جو آپ ﷺ کو پسند تھا۔ اس وجہ سے آپ ﷺ دیر تک اس کے ہاں ٹھہرے دوسری بیویوں کو یہ بُرا لگا۔ ایک بیوی نے جسے شہد پسند نہ تھا آپ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے منہ سے بو آتی ہے۔ آپ ﷺ نے دل میں عہد کیا کہ آئندہ شہد نہ پیئیں گے اس پر سورۃ تحریم آیت 1۔2 نازل ہوئیں، جس میں فرمایا گیا کہ شہد کو خدا تعالیٰ نے اچھا قرار دیا ہے کسی بیوی کی خاطر اُس کا ترک بُری بات ہے............ آپ ﷺ نے ایک بیوی کے ہاں شہد پیا اور دوسری کو وجہ بتائی اس پر اُس نے اور اُس کی سہیلی نے سمجھا کہ شہد تو بعض دفعہ بُو دار بوٹیوں کا بھی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ سے کہنا چاہیے کہ شہد سے بعض دفعہ بُو آتی ہے اس سے آپ اس بیوی کے ہاں زیادہ جانا چھوڑ دیں گے۔اس واقعہ کا اس جگہ ذکر ہے۔(23)

قرآن پاک میں کسی بیوی کا نام نہیں ہے لیکن بخاری و مسلم شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بی بی زینبؓ کے گھر میں شہد پیا۔ عائشہؓ اور حفصہؓ نے زینبؓ پر غیرت کی اور رسولِ خدا ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے منہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے زینب کے گھر میں شہد پیا ہے۔ اب پھر شہد نہ پیوں گا۔ (24)

آپ ﷺ کے گھر میں انتہائی سادگی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ کوئی دنیاوی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا نہ دے۔ آپ ﷺ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بس اتنا رزق دے جس سے زندہ رہ سکیں۔ یہی سادگی اپنی ازواج کو بھی سکھائی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ہم کو پانچ چیزوں سے منع کیا۔ ریشمی کپڑے، سونے کے زیورات، سونے اور چاندی کے برتن، سرخ نرم گدّے اور کتان آمیز ریشمی کپڑے۔ (25)

قرآن پاک نے مطالبہ کرنے والیوں کا نام نہیں لکھا البتہ اس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح سے ہے کہ:۔

يَآَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا O وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا O (الاحزاب:29،30)

ترجمہ: ’’اے نبی !اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں دنیوی سامان دے کر رخصت کر دیتا ہوں اور احسن اور نیک طریق سے تمہیں رخصت کر دیتا ہوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور اخروی زندگی کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے پوری طرح اسلام پر قائم رہنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تجویز فرمایا ہے۔‘‘

حضرت حفصہؓ کے لئے آنحضورﷺ کی آخری بیماری کا ایک چھوٹا سا واقعہ یادگار بن گیا۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آنحضورﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آپﷺ سہارا لے کر میرے گھر تشریف لائے تو حضورﷺ نے فرمایا ’’میرے اوپر سات مشکیں بہاؤ جن کے ابھی منہ نہ کھولے گئے ہوں شاید میں لوگوں کو وصیت کرسکوں۔‘‘ چنانچہ آنحضورﷺ کو حضرت حفصہؓ کے ٹب میں بٹھا کر سات مشکیں ڈالی گئیں یہاں تک کہ آپﷺ نے اشارہ فرمایا کہ بس، پھر آپﷺ لوگوں کے پاس تشریف لے گئے پھر نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔(27)

حضرت حفصہؓ نے اپنی ساری زندگی بہت سادگی سے صوفیانہ انداز میں گزاری۔قرآن مجید پڑھنا پڑھانا آپؓ کا مشغلہ رہا۔آپ دجال سے اور اس کے ذکر سے بہت ڈرتی تھیں۔بعض احادیث میں آتا ہے کہ حضرت حفصہؓ طبیعت اور مزاج کی تیز تھیں تاہم اس کے باوجود فقہ اور تقویٰ میں ممتاز تھیں

نہایت عبادت گزار اور امور دینیہ کی سختی سے پابند تھیں۔ حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ کے متعلق فرمایا کرتی تھیں کہ حفصہؓ اپنے باپ(عمرؓ) کی صاحبزادی ہیں۔ جیسے مضبوط ارادے کے مالک وہ خود ہیں ویسی ہی ان کی صاحبزادی بھی ہیں۔

حضرت شفاءؓ نے حضرت حفصہؓ کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر بھی سکھایا ایک دن وہ گھر آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اے شفاء! تم حفصہؓ کو منتر سکھا دو۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کا صدمہ آپ نے بڑے صبر سے برداشت کیا۔ اور لوگوں کو پُر امن رہنے کی تلقین کرتی رہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنی کچھ جائیداد آپؓ کی نگرانی میں دی تھی وفات سے پہلے اپنے بھائی حضرت عبداللہؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بعد یہ جائیداد صدقہ کر دینا۔(29)

تریسٹھ سال کی عمر میں 5 شعبان 45ہجری میں امیر معاویہ کے دور حکومت میں مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ تدفین میں شامل ہوئے۔ مروان بن الحکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم، عبداللہ اور حمزہ نے قبر میں اتارا جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ آپ نے کوئی اولاد یادگار نہیں چھوڑی۔ (30) اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب خاص سے نوازے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

حوالہ جات

(1) ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ(179۔182)
(2) بخاری کتاب النکاح باب عرضِ الانسانِ ابنتہٗ
(3) زرقانی حالات حفصہؓ
(4) ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ(183۔184)
(5) بخاری کتاب النکاح
(6) طبری حالت ۳ ہجری
(7) سیرت خاتم النبیینؐ (صفحہ 480)
(8) ازواج مطہرات وصحابیات (صفحہ 179۔180)
(9) مسند احمد۔ ابوداؤد کتاب الطب
(10) فتح الباری جلد 9 صفحہ 747
(11) فضائل القرآن (صفحہ 37)
(12) مطہر عائلی زندگی (صفحہ 55)
(13) امّہات المؤمنین (صفحہ 198)
(14) ازواج مطہرات وصحابیات (صفحہ 190۔139)
(15) آزاد ترجمہ۔ المؤطا مالک بن انس جلد ا (صفحہ 306)
ابوداؤد حدیث نمبر 2457، ترمذی حدیث نمبر 735،

فتح الباری جلد ۶ صفحہ 250

(16) ازواج مطہرات حیات وخدمات صفحہ 121

(17) ازواج مطہرات وصحابیات (صفحہ 188)

(18) بخاری باب بدْءِ الاذان

(19) سیرت النبی شبلی نعمانی جلد دوم صفحہ 201 حوالہ شمائل ترمذی

(20) صحیح بخاری کتاب المناسک صفحہ 611،610 حدیث نمبر 1543

(21) بخاری کتاب النکاح باب موعظہ الرجل ابنتہ

(22) الازھار لذوات الخمار (صفحہ 62،61)

(23) فتح اللبیان جلد 9، تفسیر صغیر (صفحہ 755)

(24) حقائق الفرقان۔ جلد چہارم صفحہ 148

(25) مسند جلد 6 (صفحہ 228)، مطہر عائلی زندگی (صفحہ 147)

(26) ہفت روزہ بدر 6 نومبر 1986ء جلسہ سالانہ مستورات خطاب 27 دسمبر 1983ء از مطہر عائلی زندگی (صفحات 104 تا 106)

(27) صحیح بخاری کتاب الطب باب 417 حدیث 667 جلد سوم 261

(28) ازواج مطہرات حیات وخدمات (صفحہ 120۔122)

(29) ازواج مطہرات حیات وخدمات صفحہ(122۔122)

(30) ازواج مطہرات وصحابیات (صفحہ 189۔188)

حضرت حفصہؓ

(Hadrat Hafsah[rd])

U

Published in UK in 2008

© Islam International Publications Ltd.

Published by:
Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:
Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ

No part of this book may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopy, recording or any information storage and retrieval system, without prior written permission from the Publisher.

ISBN: 1 85372 979 5